نماز احتیاطی

نماز جمعہ ادا کر چکنے کے بعد ظہر کا دُہرانا یعنی احتیاطی پڑھنا جس کے اکثر احناف قائل بلکہ عامل بھی ہیں۔ منجملہ دیگر بدعات میں سے ایک بدعت ہے۔ اس احتیاط الظہر کا ثبوت نہ قرآن کریم میں سے ملتا ہے نہ حدیث شریف میں نہ صحابہ کرامؓ نے پڑھی ہے۔ اور نہ تابعین عظام۔ اور نہ مجتہدین ائمہ سے اس کا کوئی ثبوت ملتا ہے۔ بلکہ ادائے جمعہ کے لیے کتب فقہ میں جو شرائط لکھے ہیں یہ بھی سب غلط اور امرا بنی اُمیہ و شاہانِ عباسیہ اور معتزلہ و روافض و شیعہ کی ایجاد کردہ ہیں۔ حاشا و کلا ان کا امام صاحب سے کچھ ثبوت نہیں، جمعہ کی نماز بھی تو اور فرض نمازوں کی مثل ہے جو کچھ اُن میں شرط ہے وہی نماز جمعہ میں ہے فَمَنْ اَنْکَرَ فَعَلَیْہِ الْبَیَانُ ہاں نماز جمعہ کے متعلق رسالہ صمدیہ میں امام صاحبؒ کا مسلک یوں دکھایا گیا ہے "وَقَدْ صَحَّ لَدَی اَھْلِ التَّحْقِیْقِ مِنْ مَذْھَبِنَا اَنَّ شَرَائِطَ الْاَدَاءِ عِنْدَ اَبِیْ حَنِیْفَةَ وَاَصْحَابِہٖ ثَلَاثَةٌ اَلْوَقْتُ وَالْخُطْبَةُ وَالْجَمَاعَةُ فَحَسْبُ وَمَنْ نَسَبَ اِلَیْھِمْ غَیْرَ ھٰذِہٖ فَھُوَ مُفْتَرٍ کَذَّابٌ وَمَنْ شَکَّ فِیْہِ فَعَلَیْہِ بِالسَّنَدِ مِنْ مَسَانِیْدِھِمْ وَاِنَّمَا السُّلْطَانُ وَالْمِصْرُ شَرْطَانِ لِصِحَّتِھَا عِنْدَ الرَّافِضَةِ وَالزَّیْدِیَّةِ وَبَعْضِ الْمُعْتَزِلَةِ"۔ یعنی یہ بات محققین کے نزدیک اور ہمارے مذہب میں مُسلّم ہے کہ امام صاحب اور اُن کے تینوں شاگرد جمعہ کے لیے سوائے ان تین شرطوں کے اور کسی شرط کو ضروری نہ سمجھتے تھے۔ یعنی وقت۔ خطبہ۔ اور جماعت۔ پس اگر کوئی علاوہ ازیں کسی اور شرط کا اضافہ کرے تو وہ مفتری اور کذاب ہے۔ اور ادائے جمعہ کے لیے مسلمان بادشاہ یا مصر (شہر) ہونے کی شرط رافضیہ، زیدیہ اور معتزلہ وغیرہم کی قائم کردہ ہے ہماری نہیں ہے" (تبصرہ رسالہ صمدیہ ص۱۱۳) پس ان تین شرطوں میں سے وقت اور خطبہ کی شرط تو عام ہے جسے ہر کوئی جان سکتا ہے وہی جماعت کی شرط اس کی تشریح بھی امام صاحب ہی کے قول سے سنئے " جماعت امام اعظمؒ کے نزدیک تین مقتدی ہوں سوا امام کے اور امام ابو یوسفؒ کے نزدیک دو مقتدی ہوں سوائے امام کے۔ اور

روایت کیا گیا ہے امام ابوحنیفہ علیہ الرحمۃ سے اگر ہو شہر نہ ہو بیچ اس کے امیر اور نہ قاضی اور ہو بیچ اس کے عالم پس واجب ہے اس پر کہ قائم کرے ساتھ اُن کے جمعہ اور عیدین اور دیگر احکام شرع شریف کے کیونکہ علماء نائب ہیں پیغمبر علیہ السلام کے۔ کیا پس نہیں دیکھتا تو کہ تحقیق صحیح ہے جمعہ نزدیک اُن کے بیچ کا اور قصبوں کے بھی جیسا کہ دلالت کرتی ہیں اُوپر اس کے روایتیں فقہ کی (شیخ الاسلام)

اور فتاوی جلالی میں ہے کہ بڑا گاؤں بیچ حکم مصر کے ہے۔ اور بڑا گاؤں وہ ہے جو زیادہ ہو تین سو گھر سے۔

الغرض جمعہ فرض عین ہے تمام قصبات دیہات شہروں اور حوالی شہروں میں بھی۔ علماء حنفیہ کا فتویٰ ہے کہ جو گاؤں مسافت میں شہر سے ۴۸ میل سے کم ہو وہ بھی شہر کا حکم رکھتا ہے (اس لحاظ سے تو ہمارے ملک میں کوئی شاذ ہی ایسی بستی ہو گی۔ کہ جو کسی شہر سے ۴۸ میل کے فاصلہ پر ہو) اور بعض علماء نے کہا ہے اور شہر وہ موضع ہے کہ باشندے اُس کے اس کی بڑی مسجد میں نہ آسکیں (سبحان اللہ کیا توجیہ ہے)

دوم۔ مَا زَادَ عَلَی ثَلٰثِیْنَ بَیْتًا۔ یعنی تین سو گھر سے زیادہ ہو (جتنے منہ اتنی باتیں یعنی مصر کی تعریف کوئی کچھ کرتا ہے تو کوئی کچھ) اگر مصر کی تعریف میں کوئی لفظ بھی امام اعظم رح سے مروی ہوتا تو اس قدر کتب فقہ میں اختلاف صادر نہ ہوتا۔ اس سے معلوم ہوا کہ اس بارہ میں حضرت امام المسلمین سے کوئی روایت نہیں اور نہ ہی وہ اس قید کو ضروری سمجھتے تھے اب زمانہ حاضرہ میں احناف موجودہ کا واسطے ادائے صحت جمعہ کے شروط مثل حاکم مسلمان (سلطان) یا نائب یا مصر وغیرہ مقرر کرنا مذہب امام اعظم رح اور ان کے شاگردوں کا نہیں ہے۔ چونکہ یہ شروط ایجاد شدہ فرقہائے مثلاً معتزلہ و شیعہ کے ہیں اب جو لوگ ان شروط کے کاربند ہیں وہ ان مبتدعہ فرقہا کے مقلد ہیں۔

اب ذرا اس حدیث کو بھی دیکھ لیجئے کہ جس پر ان شروط کا سارا دارومدار ہے۔ (حدیث)

لَا جُمُعَةَ وَلَا تَشْرِيْقَ وَلَا فِطْرَ وَلَا اَضْحٰى اِلَّا فِيْ مِصْرٍ جَامِعٍ لَمْ اَجِدْهُ وَقَالَ الْبَيْهَقِيُّ لَا يُرْوٰى عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ ذٰلِكَ شَيْءٌ (تخریج ص۱۳۱)

اور امام زفر بن ہذیل اور ابی مطیع سے روایت ہے کہ فرمایا امام ابوحنیفہ رح نے کہ حدیث لَا جُمُعَةَ وَلَا تَشْرِيْقَ کے راوی حارث اعور کذاب اور ابو عصمہ نوح بن مریم دونوں ہیں۔ اور یہ دونوں غالی ہیں رفض میں پس ان کی حدیث سے بچو۔ اور علی بن جدعان بھی غالی فی الرفض ہے۔ اور جو حدیثیں حارث اعور

اور ابوعصمہ نوح اور علی بن جدعان در بارہ جمعہ کے حضرت علی رضؓ سے روایت کرتے ہیں سب باطل و کذب ہیں عقیدہ محمدیہ ص۹۵ تبصرہ ص۱۰۵)

فتاویٰ تاتارخانی میں ہے " جس نے کہا کہ سزاوار ہے یہ کہ پڑھی جاوے نماز ظہر بعد جمعہ کے ساتھ نیت آخر ظہر کے اس واسطے کہ بادشاہ عادل نہیں ہے پس یہ علت معتزلیوں کی ہے۔ اور یہ اس کے کم عقلی ہے مسلمانوں کی وہ یہ کہ وہ لوگ پڑھتے ہیں نفل ساتھ جماعت کے (یعنی وہ رکعت جمعہ) اور چھوڑتے ہیں جماعت بیچ فرضوں کے (یعنی چار فرض ظہر جو الگ بعد میں پڑھتے ہیں) اور یہ بڑی فساد کی بات ہے۔

اسی طرح رسالہ جلالیہ و رسالہ اسدیہ مصنفہ مولوی محمد شریف صاحب حنفی نقشبندی قصوری میں لکھا ہے کہ " نہیں دوبارہ پڑھتا ہے فرض ظہر کے مگر معتزلہ مذہب والا بسبب ظالم بادشاہ کے اور رافضی بسبب غائب ہونے امام کے "

تفسیر احمدی میں لکھا ہے کہ " کہا ہے علماء کرام نے کہ نہیں جائز جمع کرنا درمیان دو فرضوں کے ایک وقت میں نزدیک اہل اسلام کے۔ کیونکہ نہیں فرض کیے خدا تعالیٰ نے اپنے بندوں پر دو فرض ایک جنس اور ایک قسم سے بیچ ایک وقت کے جیسا کہ ابوداؤد اور نسائی میں ہے۔ کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لَا تُصَلُّوا صَلٰوۃً فِیْ یَوْمٍ مَرَّتَیْنِ (مشکوٰۃ ص۹۵)

اور طحطاوی علیا ص۲۹۷ میں ہے کہ امام اعظمؒ کے نزدیک بعد جمعہ کے صرف دو رکعتیں ادا کی جاویں، پس یہ مسئلہ احتیاط الظہر کا بعد جمعہ کے ہرگز مجتہدین اربعہ اور دیگر ائمہ اتقیا اور اماما ان اصفیا سے منقول نہیں ہے۔ بعض ناواقف اور اجہل لوگ کتب فتاوؤں میں لکھا دیکھ کر بے علمی سے اُن کی طرف منسوب کرنے لگتے ہیں۔ اور نہیں جانتے کہ یہ بدعت روافضہ اور معتزلہ کی اختراع ہے۔ اور اہل سنت کے نزدیک بدعت ہے۔ پس اس کا عامل یعنی احتیاطی پڑھنے والا بدعتی رافضی اور اعتزالی ہے وہ ہرگز ہرگز فرقہ اہلسنت والجماعت نہیں ہے۔

عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رضؓ یَقُوْلُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اَلْجُمُعَۃُ وَاجِبَۃٌ عَلٰی کُلِّ قَرْیَۃٍ وَاِنْ لَّمْ یَکُنْ فِیْھَا اِلَّا اَرْبَعَۃٌ کشف الغمہ وَفِیْ رِوَایَۃِ الدَّارَقُطْنِیِّ وَاِنْ لَّمْ یَکُنْ فِیْھَا اِلَّا ثَلٰثَۃٌ رَابِعُھُمْ اِمَامُھُمْ

(باقی)